مصباح

زنانہ اخبار — مہینے میں دو بار

جلد ۳ — نمبر ۱۹

یکم اکتوبر سنہ ۱۹۲۹ء — ۲۷ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۸ھ

چندہ سالانہ ۲ روپے — شش ماہی ۱ روپیہ

قادیان دارالامان

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

مضامین

تربیت اولاد	۳-۴	دختر مرحوم کاکا ...
اصول صحت	۵-۶	لیاقت زمانی بیگم گڑھ
بہو بیٹا ساس	۷-۱۲	افضل بیگم ازبوہی
لوجات نو	۱۳	اہلیہ شیخ محمد ...
استغفار	۱۴-۱۵	دختر حافظ عبد العلی سرگودہا
فضول خرچی	۱۵-۱۶	زینب شاہ مسکین
عورتوں کا درجہ	۱۷	صغریٰ بیگم بھگا ...
بزرگان سلف کی ذمہ داری	۸	فاطمہ بیگم کشمیر

KHILAFAT LIBRARY

جلسہ سالانہ ۱۹۲۹ء پر آنیوالی مستورات کے متعلق

ایک ضروری اعلان

جلسہ سالانہ پر جو خواتین تشریف لایا کرتی ہیں ان کے قیام و طعام کا انتظام زیر نگرانی ناظر صاحب ضیافت لجنہ اماء اللہ کے ماتحت ہوتا ہے۔ اور ہر قسم کا کام لجنہ کی ممبرات اور ان کے ماتحت قادیان کی قریباً سب احمدی بہنیں کرتی ہیں۔ لیکن چونکہ عورتوں کو مردوں کے برابر ابھی تجربہ ہوا ہے اور نہ انہیں یہ کام اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے عرصہ گذرا ہے۔ اس لئے جو عمدگی کام میں ہونی چاہیئے۔ وہ ابھی ہمیں حاصل نہیں ہوئی۔ اس لئے لجنہ اماء اللہ کے ایک میٹنگ میں یہ تجویز منظور کی گئی ہے۔ کہ ابھی سے جلسہ سالانہ ۱۹۲۹ء کے متعلق کام شروع کر دیا جائے۔ اور سب سے پہلا کام یہ کیا جائے کہ سلسلہ کے اخبارات کے ذریعہ یہ اعلان کیا جائے۔ کہ جو بہنیں گذشتہ سالوں میں جلسوں پر آتی رہی ہیں وہ اپنے تجربہ کی بنا پر تحریر فرمائیں۔ کہ پچھلے انتظامات میں کیا کیا نقائص تھے۔ اور یہ کہ ان کے نزدیک آئندہ یہ یہ باتیں اختیار کرنے کے قابل ہیں تاکہ منتظمات جلسہ ان تمام نقائص اور تجاویز پر غور کر کے آئندہ کے لئے کوئی موزون پروگرام کام کا تجویز کر کے اُس پر عمل کریں۔ امید ہے کہ تمام بہنیں اس کام میں ہمارا ہاتھ بٹائیں گی بواپسی مجھے مطلع فرمائیں گی کہ ان کے علم میں یہ یہ نقائص ہیں۔ اور یہ کہ آئندہ یہ تجاویز ان کے ذہن میں انتظام کو درست کرنے کے لئے عملدرآمد میں آنی ضروری ہیں ٭ والسلام

اُم داؤد۔ قائم مقام پریذیڈنٹ لجنہ اماء اللہ قادیان

حِکمت کی باتیں

۱۔ گھر سے جاتے وقت محبت بھرا کلام کرو۔ شاید وہ تمھارے آخری الفاظ ہوں ٭

۲۔ ایک بیوقوف کا دل اسکی زبان پر ہے لیکن دانا آدمی کی زبان اس کے دل پر ٭

۳۔ نیک خصلت شہد کی مکھی کی طرح ہر ایک پھول سے شہد اخذ کرتا ہے ٭

۴۔ لیکن بد خصلت خوشبودار پھول سے بھی بھڑ کی مانند زہر نکالتا ہے ٭

۵۔ جو شخص اپنی غلطی تسلیم کرنے میں شرم نہ کھے اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ آج بہ نسبت کل دانا ہو گیا ٭

(۶) جس کو حرص کی بیماری ہو اسکو چاہیئے کہ کسی قبرستان میں چلا جائے اور مزاروں کی لوحیں پڑھے ٭

(ان سے معلوم ہوگا کہ دنیا کی کُل کوششوں کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ کبھی اسکا مکان بھی یہی ہوگا تھوڑی سی مٹی چادر کا کام دیگی اور تھوڑی سی مٹی اس کا تکیہ بنے گی)

جُنید قادیانی

KHILAFAT LIBRARY

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

مِصْبَاح

قادیان دارالامان۔ مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۲۹ء

تربیتِ اولاد

کھلانا پلانا

تین طبعی تقاضے تین طبعی تقاضے یعنی کھانا پینا، سونا اور تقاضائے حاجت ان کا بچہ کی جسمانی صحت سے گہرا تعلق ہے۔ ان تین حاجات کی اعلیٰ تربیت پر بچہ کی آئندہ جسمانی اور اخلاقی بہتری کا دارومدار ہے۔ سب سے پہلی غلطیاں تربیت اولاد میں ان طبعی افعال کی نگرانی میں ہوتی ہیں۔ ماس معاملہ میں طبائع دو قسم کی ہوتی ہیں۔ بعض مائیں بالکل لاپرواہ ہوتی ہیں۔ یا دوسری بہت توجہ اور ناز برداری کرنے والی ہوتی ہیں۔ لاپرواہی کے اثرات بچپن میں ظاہر نہیں ہوتے۔ مگر جو ناز برداری اور بے جا محبت والدہ بچہ سے کرتی ہے۔ اس کے اثرات جلد ظاہر ہو جاتے ہیں۔ بچہ سمجھتا ہے۔ کہ والدین میں کمزوری ہے۔ اس وجہ سے بچہ اپنے والدین کو لیڈر اور رہنما نہیں سمجھتا۔ جو تربیت کے لئے ضروری ہے ◆

اسکی اہمیت بچوں میں کئی جسمانی اور اخلاقی نقائص ہوتے ہیں اسکی پہلی وجہ ان تین طبعی افعال میں بے اعتدالی ہے۔ خصوصاً طعام کے متعلق سب سے زیادہ مشکلات ہیں۔ ایک تو والدہ بچہ کے متعلق یہ خواہش رکھتی ہے۔ کہ غذا اچھی اور کافی مقدار میں کھائے۔ اور ساتھ یہ بھی چاہتی ہے۔ کہ وقت پر کھائے بچہ کے اعضائے انہضام نازک ہوتے ہیں۔ ان پر جذبات کا اثر جلدی ہو جاتا ہے۔ تجربہ سے ثابت ہے۔ کہ خوف اور غصہ اور ہیجان کے وقت ہاضمہ خراب ہو جاتا ہے۔ بچہ کا نظام عصبی بہت حساس ہوتا ہے۔ اور خارجی اثرات جلد قبول کر لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ خوف اور غصہ کھیل اور زیادہ مشغولیت کی حالت میں کھانا ہضم نہیں کر سکتا جس کی وجہ سے حواس کی حدّت ہے۔ بچہ اگر دودھ اچھی طرح ہضم نہ کرے۔ تو اس کی دو وجوہات ہوتی ہیں۔ یا کوئی جسمانی نقص مثلاً کمزور معدہ یا گائے کا دودھ خراب ہوتا ہے۔ جس کا ازالہ جلد کرنا چاہیئے۔ اگر یہ سبب نہ ہو۔ تو پھر تمہارے کھلانے پلانے کے طریق میں نقص ہوگا ◆

KHILAFAT LIBRARY

والدین میں تشویش کی وجوہات بچہ اگر کھانا نہ کھائے۔ تو ان وجوہات سے فکر لاحق ہوتا ہے۔ ایک تو ان کا عام خیال ہے۔ کہ اگر بچہ کو اشتہا کم ہو تو لازماً اس کی صحت ناقص ہوتی ہے۔ کمی اشتہا بھی بہت سی امراض کی عام علامت ہے۔ عوام کا یہ بھی خیال ہے کہ بھوک صحت کا معیار ہے ◆

(۳) جو عورتیں حفظان صحت کے جدید طریقوں سے واقف ہوں۔ وہ بچہ کے وزن اور قد کو دیکھ کر صحت کا معیار قائم کرنا چاہتی ہیں۔ وزن میں مقررہ مقدار اضافہ طبی نقشوں کے مطابق

چاہتی ہیں۔ مگر ان کو اس پر زیادہ زور نہیں دینا چاہیئے۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ سب بچے ایک ہی رفتار سے بڑھیں بعض دفعہ ایک وقت کا کھانا نہ کھانا مفید ہوتا ہے۔ جو بچہ ہر وقت مُولی گاجر کھانے کا عادی نہ ہو۔ اس کی صحت خراب نہیں ہوتی بعض دفعہ بچہ اگر کھانے میں بے رغبتی ظاہر کرتا ہے تو والدین ہر موقعہ پر گھبراہٹ اور بے جا محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ جس سے بچہ کو نقصان پہنچتا ہے۔ اس طرح زیادہ توجہ سے بچہ میں خود ستائی اور انانیت کا مادہ بڑھ جاتا ہے۔ اس کو اپنی طاقت کا مزید احساس ہوتا ہے۔ اور وہ جانتا ہے کہ کھانے کا گھنٹہ والدین کی توجہ کو جذب کرنے کا زرین موقعہ ہے ؛

KHILAFAT LIBRARY

واقعہ ایک لڑکا جس کی عمر چار سال تھی۔ اور جو والدین کا ایک ہی بچہ تھا۔ اس کو چار ماہ کی عمر میں خناق ہو گیا تھا۔ والدہ کی توجہ اس کو کھلانے اور موٹا کرنے کی طرف تھی۔ گھر میں سب ناز برداری کرتے خصوصاً چچی بہت محبت کرتی۔ اور مٹھائی وغیرہ سے مدارات کرتی۔ والدہ جب کام سے فارغ ہوتی۔ اور بچہ کے ساتھ لیٹتی یا کھٹولہ کو ہلاتی۔ وہ تب جا کر سوتا۔ کھانے کے وقت منت و سماجت اور پیار کرتی کہ خدا کے واسطے تھوڑا کھانا کھا لو۔ کہانیاں سُنا کر بچہ کا دل خوش کرتی۔ مگر وہ انکار ہی کرتا۔ والدہ کا خیال تھا کہ اُسکے والد کا بھی ہاضمہ خراب تھا۔ اس لئے وہ ڈاکٹر کی ہدایت پر عمل نہ کرتی۔ ڈاکٹر مشورہ دیتا۔ کہ وقت پر کھلاؤ۔ والدہ کہتی۔ کہ نہیں ہر وقت کھلاؤنگی۔ ورنہ بھوکا رہیگا حالانکہ اس معاملہ میں اصل علاج یہی تھا۔ کہ والدہ کی محبت اور توجہ کم کی جائے۔ یاد رکھو۔ کہ یہ ضروری نہیں کہ بچہ کم کھائے تو کمزور ہے۔ اس میں والدہ کو تشویش نہیں کرنی چاہیئے ؛

(۳) والدہ کا خیال ہوتا ہے۔ کہ ہر بچہ کو خاص مقدار میں کھانا کھانا چاہیئے۔ خواہ وہ پسند کرے یا نہ کرے۔ ہمارا اپنا تجربہ اس کے خلاف ہے۔ کیونکہ ہم بڑے بھی ہر دفعہ ایک مقدار میں نہیں کھاتے۔ اور اگر مجبور کیا جائے۔ تو طبیعت خراب ہو جاتی ہے۔ غذا کی مقدار کا انحصار بھوک۔ صحت، کام کاج اور آب و ہوا اور جسمانی حالت پر ہوتا ہے۔ بچہ کے متعلق بھی ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اعلیٰ ہاضمہ بچہ کی جسمانی صحت کی علامت ہے۔ مگر یہ بھی ضروری نہیں۔ کہ محکمہ حفظان صحت کے تیار شدہ نقشوں کے مطابق ہر بچہ ضرور ایک جیسا موٹا اور وزنی ہو ؛

(۴) بعض دفعہ والدین سے کوئی موہوم خطرہ بے اعتدالی کرواتا ہے۔ مثلاً کسی کی بیوی تپ دق سے فوت ہو گئی ہو تو والد کو اندیشہ ہوتا ہے کہ اگر میرا بچہ کمزور رہا تو اس کو بھی تپ دق ہو جائیگا۔ اس لئے وہ کھانے پر زور دیتا اور بچہ کو خوب کھلاتا ہے تاکہ موٹا ہو۔ اس طرح غذا ٹھونسنے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ اشتہا جاتی رہتی ہے۔ ہاضمہ بگڑ جاتا ہے۔ باپ کے خوف سے بچہ بغیر چبائے لقمے نگل جاتا ہے۔ یا دوسرا پہلو اختیار کرتا ہے۔ اور یہ دیکھتا رہتا ہے۔ کہ باپ کب کھلانے کے لئے رشوت دیتا ہے۔ اور یہی کرتا ہے۔ باپ بھی منت و سماجت کرتا ہے کہتا ہے۔ ایک لقمہ اور کھاؤ۔ انعام ملیگا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بجائے کھانا ایک طبعی کام ہونے کے کھانے کا میز ڈرامے کا سٹیج بن جاتا ہے مگر باوجود ان کوششوں کے بھی بچہ انکار کرتا ہے ؛

خاکسارہ مریم۔ کاکامری۔ یوگنڈا ؛

KHILAFAT LIBRARY

اصُولِ صحت

(گذشتہ سے پیوستہ)

میری مشفق بہنوں کو معلوم ہوگا غذا کے متعلق کچھ اصُول اور جوان آدمی کی خوراک کی مقدار تو میں پہلے بتا چکی ہوں۔ اب بڈھے آدمی اور بچوں کی خوراک کے متعلق بتانا بھی ضروری سمجھتی ہوں۔ اور جو اصول اور وقت اور قاعدے غذا کے ہیں۔ ان کا خلاصہ لکھنا بھی لازمی ہے۔

چنانچہ ہر ایک شخص کیلئے عام طور پر غذا کی ایک صحیح مقدار معین کرنا ایک مشکل بات ہے۔ کیونکہ عمر، جنسیت اور موسم وغیرہ کے لحاظ سے غذائے مطلوبہ کی مقدار کم و بیش ہوتی ہے۔ بہرکیف غذائے مطلوبہ کا انحصار مندرجہ ذیل حالات پر ہوتا ہی لیکن ہر حالت میں عزیز بہنو حضرت سعدی شیرازی کا قول یاد رکھنا چاہئے۔

نہ چنداں بخور کز دہانت بر آید
نہ چنداں کہ از ضعف جانت برآید

ترجمہ۔ نہ تو اتنا کھا کہ تیرے منہ سے نکلے۔ اور نہ تو ایسا کر کہ کمزوری سے تیری جان نکل جائے۔ پیاری بہنو ننھے بچوں کیلئے دودھ ہی بہترین غذا ہے۔ اور بچپن میں چونکہ جسم نشو و نما پاتا ہے۔ اس لئے بچوں کو جوانوں کی نسبت زیادہ پرورش کرنے والی اور طاقت دینے والی غذا کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب جسم بڑھتا ہے تو گوشت پیدا کرنے والی غذا کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ بچوں کو تین تین گھنٹے بعد کھانا کھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بڈھوں کو گوشت پیدا کرنے والی چیزیں کم کر دینی چاہئیں۔ اور روغنیات اور نمکیات بھی کم کر دینے چاہئیں۔ البتہ نشاستہ دار اور شیریں غذا کی مقدار بڑھا دینی چاہئے۔ اور پانی بھی ذرا زیادہ پینا چاہئے۔ اور غذا کم اور آہستہ آہستہ کھانی چاہئے نیز بہنو۔ غذا میں موسم کا بھی لحاظ رکھنا چاہئے۔ چنانچہ سردی کے موسم میں جسم کی حرارت اور قوت پیدا کرنے والی چیزیں۔ مکھن۔ گھی۔ گوشت۔ انڈے۔ نشاستہ دار اور میٹھی چیزیں زیادہ کھانی چاہئیں۔

برخلاف اس کے گرمی کے موسم میں ایسی غذائیں کم کھانی چاہئیں۔ البتہ مرطوب میوہ جات اور ٹھنڈی غذائیں زیادہ استعمال کرنی چاہئیں۔ پیاری بہنو! کھانا کھانے کا وقت مقرر کرنا روزانہ مشاغل یا کام کاج کے اوقات اور دیگر حالات پر منحصر ہوتا ہے لیکن بہنو کھانا ہمیشہ وقت معینہ پر کھانا چاہئے۔ کیونکہ وقت مقررہ پر کھانا کھانے سے اشتہائے صادق پیدا ہوتی ہے۔ اور معدہ غذا کے لئے منتظر رہتا ہے اور پھر اس کے ہضم کرنے کے لئے مستعد ہوتا ہے۔ عزیز بہنو! اگر غذا وقت مقررہ پر نہ کھائی جائے تو ہاضمہ خراب ہو جاتا ہے۔ جوانوں کو پانچ پانچ گھنٹے بعد اعتدال سے کھانا کھانا چاہئے۔ کیونکہ چار ساڑھے چار گھنٹہ میں ہر قسم کی غذا بالکل ہضم ہو جاتی ہے۔ اس لئے انسان ایک دفعہ کھانا کھانے سے دوسری دفعہ کھانا کھانے تک کم از کم پانچ گھنٹے کا وقفہ ہونا چاہئے۔ تاکہ معدہ کو

نصف یا ایک گھنٹہ آرام مل جائے۔ چنانچہ کمزور یا بیمار کو پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھانا چاہیئے۔

بلکہ تین تین یا چار چار گھنٹے بعد تھوڑی تھوڑی مقدار میں ہلکی غذا کھانی چاہیئے۔ جو بآسانی ہضم ہوتی ہو بہتر۔ بہنو! ہمارے ہندوستان میں یہ دستور ہے کہ دو بار روزانہ پیٹ بھر کر کھانا کھانے کی عادت ہے۔ یعنی ایک بار دوپہر کو اور ایک دفعہ رات کو بعض لوگ صبح کو ناشتہ بھی کر لیتے ہیں۔ لیکن اگر دو وقت کے کھانے کو تین وقت کا کر کے کھا لیا جائے۔ تو بہتر ہے کیونکہ دو بار پیٹ بھر کر کھانا کھانے سے اکثر حالتوں میں معدہ بھر کر تن جاتا ہے۔ جس سے عموماً بدہضمی کی شکایت ہو جاتی ہے۔ محترمہ بہنو اب کھانا کھانے کے متعلق ضروری ہدایتیں لکھ کر اپنا مضمون ختم کرتی ہوں:۔

اوّل۔ غذا خوب چبا کر کھانی چاہیئے۔ اور خوب پکی ہوئی ہو۔ دوئم کھانا کھاتے وقت طبیعت خوش و خرم رکھنی چاہیئے۔ سوئم کھانا کھانے کے بعد ایک آدھ گھنٹہ تفریح اور آرام کرنا چاہیئے۔ چہارم کھانا کھاتے ہی فوراً پانی نہ پینا چاہیئے۔ پنجم کھانا ہمیشہ ہاتھ دھو کر کھانا چاہیئے۔ ششم کھانا ہمیشہ تازہ پکا ہوا کھانا چاہیئے باسی نہ کھانا چاہیئے۔ ہفتم کھانا کھانے کا کمرہ علیحدہ ہونا چاہیئے پیاری بہنو مجھ کو یقین ہے اگر اس قسم کی احتیاطیں کی جائیں تو بیماری کی شکائتیں سننے میں نہ آئیں۔ اور ہمیشہ صحت قائم رہے اور جس کی وجہ سے ہم دینی کاموں میں کمربستہ رہیں اللہ تعالیٰ ہم سب بہنوں کو یہ توفیق عطا کرے کہ اصول صحت پر عمل کر کے فائدہ حاصل کریں۔ آمین!

خاکسار۔ لیاقت نسائی بیگم از قصبہ بلب گڑھ ضلع گوڑگانواں

KHILAFAT LIBRARY

اعانتِ مصباح

الحمد للہ کہ آپ نے ٹائیٹل کے دو ورق زیادہ کر کے مصباح کی ترقی میں ایک قدم بڑھایا ہے جس کے لئے آپ مستحق مبارکباد ہیں۔ پچھلا نمونہ یکم ستمبر والا زیادہ دیدہ زیب ہے خداوند وہ دن جلد کرے کہ ہمارا مصباح کیا بلحاظ مضمون باطنی اور کیا بلحاظ زینت ظاہری ایک عدیم المثال پرچہ گنا جاوے لیکن اس درجہ کے حاصل کرنے کیلئے آپ ہی کی کوششیں کارگر نہیں ہو سکتیں۔ جبتک کہ ناظرات مصباح بھی متحد ہو کر اس مقصد کے حصول کیلئے ہمہ تن مصروف نہ ہو جاویں اور دامے۔ درمے۔ قلمے سخنے ہر طرح کی معاونت سے دریغ نہ کریں۔ لہٰذا اسی احساس کے ماتحت یہ عاجزہ ایک خریدار پیش کرتی ہے۔ (جاری کر دیا ایڈیٹر)

اور دوسرے خریدار کی قیمت اپنی گرہ سے ارسال خدمت کرتی ہوں۔ کسی نادار شوقین بہن کے نام مصباح جاری کر دیجئے۔ میری ادہر نہ کوئی سوسائٹی ہے نہ واقفیت ادہر دور و نزدیک کوئی تعلیم یافتہ عورت عموماً اور اردو دان خصوصاً نظر آتی ہے لیکن جو بہنیں کہ ان تمام مجبوریات سے مامون ہوں۔ اور انکو پنجاب کے شہروں میں جہاں کہ اردو دان مسلمان مستورات سے زیادہ سابقہ رہتا ہے۔ رہائش میسر ہے۔ انہیں توسیع اشاعت کے کار ثواب میں بھی حصہ لینے کے زیادہ موقع میسر آ سکتے ہیں۔ افضل بیگم [illegible]

KHILAFAT LIBRARY

اخلاق

بہو ۔ بیٹا ۔ ساس

۱۵۔ اگست کے مصباح میں مسلمہ خاتون بنت شیخ مشتاق حسین صاحب کا مضمون اخلاق کے عالیشان ہیڈنگ کے ماتحت نکلا ۔ علم اخلاق جیسا وسیع مضمون جس پر کہ بڑے بڑے صاحب کمال ضخیم و جحیم کتابیں لکھ گئے ہیں ۔ بہن صاحبہ نے ایک بودی سی تمہید کے بعد نزلہ بر عضو ضعیف میرزد ۔ کے ماتحت تمام بداخلاقیوں کا مجسمہ بہو کو اور منبع اس کے جننے والی کو قرار دیکر ساس بہو کے فرسودہ جھگڑے کی تمام تر ذمہ واری انہی ناکردہ گناہ ہستیوں کے سروں پر ڈالتے وقت بعض ایسی غلطیوں کا ارتکاب کیا ہے جس کا ازالہ ازبس ضروری ہے ۔ لہذا میں اپنی عقل و سمجھ کے مطابق اس کا جواب دینا لازمی سمجھتی ہوں ۔

پہلا اعتراض :۔ ماں باپ لڑکی کی تربیت ہی ایسے ناقص طریق سے کرتے ہیں ۔ اور اس کو تعلیم ہی یہ دیتے ہیں ۔ کہ ساس نندیں دشمن ہوتی ہیں ۔ وغیرہ وغیرہ ۔ باپ کے معاملہ کو آپ پیچھے چھوڑ دیں ۔ لڑکی کی تربیت کی بہت بڑی ذمہ واری ماں پر عاید ہوتی ہے صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند کے ماتحت واقعی لڑکی ماں کے خیالات کا مجسمہ ہوتی ہے لیکن ماں کا رشتہ اپنے بچہ کیساتھ ایسا اعلیٰ اور پاکیزہ رشتہ ہے جسکی مثال باقی تمام رشتوں میں ملنی مشکل ہے ۔ اسی لئے خداوند کریم نے اپنی محبت کا احساس دلاتے وقت تمام انسانی محبتوں میں ماں باپ کی محبت کو پیش کیا ہے پس یہ سمجھ لینا کہ ماں بچے کو دیدہ دانستہ ایسی تعلیم دے جو کہ اسکے لئے تمام عمر ٹھوکر کا موجب ہو ۔ ماں کی فطرت کیخلاف ہے ہر ایک والدین کی یہ آرزو ہوتی ہے ۔ کہ میرا بچہ خوبیوں میں مجھ سے بڑھ کر ہو ۔ اور جو میری ذات میں نقص ہیں وہ میرے بچے میں نہ چلے جاویں ۔ اسی آرزو کے ماتحت والدین اپنے بچوں کی پرورش کرتے اور ان کو برائی سے روکتے ہیں ۔ اور ہر بھلائی کا راستہ اختیار کرنے کی ترغیب دلاتے رہتے ہیں ۔ اور پھر لڑکی کا معاملہ تو لڑکے سے بہت زیادہ نازک ہے ۔ وہ تو ماں کے گھر ایک مہمان کی طرح ہوتی ہے ۔ اور ہر ماں اس بات کو خوب جانتی ہے کہ اس کو پرورش کر کے اور خانہ داری کے تمام فرائض سے آگاہ کر کے پرائے گھر میں بھیجدینا ہے ۔ اور اس کو زندگی کا بہت بڑا حصہ اسی گھر میں گذارنا ہے ۔ پھر یہ کسطرح ہو سکتا ہے کہ ماں بیٹی کو تعلیم ہی ایسی دے کہ وہ گھر جسمیں اسے زندگی کا بہت بڑا حصہ گذارنا ہوتا ہے ۔ اس کے تمام مکینوں کو اپنا دشمن سمجھے ۔ ہاں اگر ماں کو بھی اپنی ابتدائی زندگی میں ایسے تلخ تجربات میں سے گذرنا پڑے ۔ تو ضروری ہے کہ وہ آگاہی کیلئے اپنی لڑکی کو متنبہ کرتی رہے ۔ چنانچہ اکثر شرفا کے گھروں میں ہم نے دیکھا ہے کہ مائیں اپنی بیٹیوں کی تربیت کیوقت اکثر ایسے جملے استعمال کرتی ہیں ۔ کہ "بیٹی تمہاری ان افتادوں کا میرے گھر میں تو گذر ہو گیا لیکن اگلے گھر میں کیسے گذر ہو گا ۔ یا بیٹی میں نے تو تمہاری غلطیاں

برداشت کرلیں لیکن ساس کب کرے گی۔ وہ تو اینچ کا اینچ اور بال کی کھال نکالے گی"۔ لیکن ہم ماں کی اس طرز نصیحت سے انکی نیت پر حملہ نہیں کر سکتے۔ کہ وہ لڑکی کے دل میں دشمنی کا بیج بو رہی ہوتی ہے۔ بلکہ وہ آنے والے سخت واقعات سے مانوس کرنے کیلئے اس کو آگاہ کر رہی ہوتی ہے۔ اور سالہا سال کے مشاہدہ سے جو اس کو اپنے اوپر پڑے ہوئے واقعات سے حاصل ہوا تھا معصوم لڑکی کو واقف کرتی ہے۔ تا ان حالات پیش آمدہ سے قبل ہی کم و بیش واقف ہو جائے۔ اور محض ناواقفیت لڑکی کیلئے زیادہ پریشانی کا موجب نہ ہو۔ اور یہ ہر ایک دانا ماں کا فرض ہے کہ وہ زندگی کے تمام نشیب و فراز سے بیٹی کو آگاہ کرے اور جو اس پر اعتراض کرے وہ ماں کی فطرت صحیحہ سے ناواقف ہی ہو۔

KHILAFAT LIBRARY

اور اگر بفرض محال یہ مان ہی لیا جائے۔ کہ ماں بیٹی کو سکھا پڑھا کر اور بر سر پیکار کر کے ہی سسرال کے گھر میں بھیجتی ہے۔ تو جب لڑکی سسرال کے گھر میں جائے۔ اور جو کچھ اس نے سنا تھا۔ حالات اس کے برخلاف پائے اُسنے سُنا تو تھا۔ کہ ساس دشمن اور نندیں بیرن ہوتی ہیں لیکن وہ دیکھے کہ ساس ایک نہایت ہی بہی خواہ ماں اور نندیں نہایت ہی شفیق صادق بہنیں ہیں۔ تو ماں کی تعلیم کا اثر جسکی بنیاد صرف شنیدہ واقعات پر تھی۔ یوں ملیا میٹ ہو جائے جیسے کہ گدھے کے سر سے سینگ۔ کیونکہ تجربہ و مشاہدہ انسان کے بہت سے خیالات کو تبدیل کر دیتا ہے

دوسرا اعتراض۔ وہ بہن جو بھائی پر ہزاروں امیدیں رکھتی ہو۔ وہ ماں جو بچے کے پیدا ہوتے ہی لاکھوں منصوبے اور اُمیدیں لگاتی ہے۔ یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتی کہ وہ بھائی یا بیٹا جو شادی کے قبل پہروں بیٹھا باعثِ مسرت ہوتا تھا۔ شادی کے بعد ہنس کر بات کرنا بھی گوارا نہیں کرتا۔ ان کا دل اس چوٹ کی تاب نہیں لا سکتا۔ اور وہ بدظن ہو جاتی ہیں۔ کہ یہ سب بھاوج کی شرارت کا نتیجہ ہے۔

بیشک اولاد کو پرورش کرنا ماں باپ کا بہت بڑا احسان ہے جس کا معاوضہ ہفت اقلیم کی دولت بھی نہیں ہو سکتا لیکن بچے کے پیدا ہوتے ہی والدین کا لاکھوں منصوبے باندھنا۔ اور ہزاروں امیدیں لگانا بھی ایک نہایت غلط اصول ہے۔ اور ایسے والدین جو کہ ابتدا ہی سے اس اصول پر کاربند ہوتے ہیں۔ ان کو اکثر حسرت و ندامت حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ بیٹا ہی عمر طبعی کو نہ پہنچے۔ یا معاوضہ حاصل کرنے کے وقت تک خود والدین کی ہی عمر وفا نہ کرے۔ اور اگر بفضلہ دونوں اس مرحلہ کو طے کر جاویں۔ تو اغلب ہے کہ جو اُمیدیں اور آرزوئیں بیٹے کی ذات کے ساتھ والدین نے وابستہ کی تھیں۔ خود بیٹا ہی ان کا اہل ثابت نہ ہو۔ تو ایسی حالتوں میں والدین کو سوائے حسرت و ناکامی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ عالم الغیب خود خدا تعالیٰ ہی ہے وہی خوب جانتا ہے۔ کہ کل کو کیا ہونے والا ہے پس والدین کو اپنی تمام آرزوئیں اور اُمیدیں اسی ذاتِ واحد کے ساتھ وابستہ رکھنی چاہئیں اور بچے کی پرورش کو قدرت کا ایک قرض سمجھیں۔ جو کہ انسان ایک ہاتھ لیتا اور دوسرے ہاتھ دیتا ہے اور اصل اصول رضائے الٰہی اور اس راہ میں جو تکالیف بھی اُٹھانی

پڑیں۔ وہ محض رضائے الٰہی حاصل کرنیکے لئے برداشت کریں۔ تو ایسے والدین کبھی خسارہ میں نہیں رہینگے۔ نہ ان کو حسرت و ناکامی کا منہہ دیکھنا پڑے گا۔ اور نہ بات بات میں اپنی خدمات کا معاوضہ حاصل کرنیکے لئے حدِ برداشت سے باہر ہونا پڑے گا۔ الاعمال بالنیات کے ماتحت والدین کی اس راہ میں ادنیٰ سے ادنےٰ خدمات عنداللہ بڑے سے بڑے اجر کی مستحق ہوں گی اور دنیاوی آرزوئیں اور امیدیں تو اس اصل کے ساتھ سود کیطرح حاصل ہو جائینگی۔

یوں تو دنیا کی ہر چیز تغیر پذیر ہے۔ لیکن اس وقت ہمیں تغیرات انسانی پر بحث مقصود ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جوں جوں انسان کی عمر میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اس کے افعال و اعمال و اشغال بھی ساتھ ہی ساتھ متبدل ہوتے جاتے ہیں۔ ایک وقت ہوتا ہے کہ وہی بچہ جو ماں کی کنارِ عاطفت کو تخت طاؤس سے بھی زیادہ قابل قدر اور ماں کے شفقت بھرے چہرے کیساتھ دنیا بھر کی خوشیاں اور راحتیں وابستہ سمجھتا ہے۔ اور ماں کی گود سے بلا جبر و اکراہ کسی وقت جدا ہونا پسند ہی نہیں کرتا دوسرے وقت ہم اسی بچے کی حالت میں اس قدر تغیر دیکھتے ہیں کہ وہ مٹی کے چند کھلونوں اور محلہ کے چند ہم عمر بچوں کے ساتھ اس درجہ محو ہو جاتا ہے۔ کہ ماں کی اس راحت بھری گود کو گھنٹوں فراموش کر دیتا ہے۔ اور پھر جب اسکی حالت عمر کے کچھ اور مراحل طے کر لیتی ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے ایام کی بیشتر حصہ حصول تعلیم کیلئے ماں کی حدود مملکت سے نکل کر کہیں جا دلیر

سے بھی باہر گذرتا ہے۔ اور ماں کی نگاہِ شفقت سے زیادہ ماسٹروں کی نگاہِ قہر آلود میں اپنی فلاح کا راز مضمر دیکھتا ہے۔ پھر جب اسکی عمر اور پختگی کو پہنچ جاتی ہے تو وہی بچہ حصول معاش کیلئے صدہا میل کا سفر اختیار کرتا ہے کہیں کالجوں میں داخل ہوتا ہے کہیں ممالک غیر میں تکمیل تعلیم کیلئے مارا مارا پھرتا ہے کہیں بصیغہ ملازمت دور دراز علاقوں کی بود و باش اختیار کرتا ہے۔ اور ماں کی شفقت بھری نظروں سے سالہا سال اوجھل رہتا ہے لیکن اس وقت نہ ماں بچوں کے کھلونوں کو توڑتی ہے۔ نہ اس کے ہم عمروں کو کوستی ہے۔ نہ اس انتہائی بُعد کو ماسٹروں کی شرارت کا نتیجہ محسوس کرتی ہے۔ نہ تعلیم سے بدظن ہوتی ہے۔ نہ ان تمام تغیرات کے باوجود بیٹے کے خمیر میں ناخلفی کا مادہ محسوس کرتی ہے۔ میں اس کو رقابت ہو کا نتیجہ نہ کہوں تو کیا کہوں۔ کہ شادی ہو چکنے کے بعد وہی بیٹا جو پہروں ماں بہنوں میں بیٹھا باعث مسرت ہوتا تھا۔ اکثر اوقات وہ بیوی سے تخلیہ کا آرزومند رہتا ہے۔ تو فوراً بہو کی شرارتوں کا نتیجہ شمار کرنے لگتی ہے۔ یا بیوی کیلئے کوئی تحفہ تحائف لاتا ہے یا جائز محبت سے پیش آتا ہے۔ تو ماں بہنیں نے الفور بیٹے کی خمیر میں ناخلفی کا مادہ محسوس کر کے بدظنی جیسے تباہ کن فعل میں ملوث ہو کر حد برداشت سے باہر ہو جاتی ہیں۔ اور خانہ جنگی کی بنیاد بدظنی جیسے گناہ عظیم سے شروع ہو جاتی ہے۔ اور بدظنی کا تباہ کن اثر جس خاندان میں گھر جاتا ہے۔ اس کو نفاق کے گھاٹ اتار کر چھوڑتا ہے پس ماں بہنوں کو اس بات کا پورا خیال رکھنا چاہئیے

KHILAFAT LIBRARY

کہ ہمارے بیٹے یا بھائی کے بیوی کے ساتھ کچھ ایسے پرائیویٹ تعلقات بھی ہیں۔ جو کہ ہمارے ساتھ نہیں۔ اگر وہ بظاہر بیوی کے ساتھ زیادہ خلوت و آزادی چاہتا ہے تو اسکو بیوی کی شرارتوں کا نتیجہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ اس کو بیٹے کی فطرۃ حیا و عمر کا تقاضا متصور کرنا چاہیئے۔ یہ سخت بدظنی ہے کہ بیٹے کے ادنیٰ ادنیٰ افعال کو بیوی کی شرارتوں کا باعث سمجھا جاتا ہے۔ آخر مرد مرد ہی ہوتا ہے کوئی موم کی ناک نہیں ہوتا۔ اور نہ اس کی سرشت خدا نے ہی ایسی گندی بنائی ہوتی ہے۔ کہ بیوی کو دیکھتے ہی تمام محسنوں کے احسان پس پشت ڈالکر تمام فرائض انسانی فراموش کر کے دین و دنیا میں رسوا ہو۔ اور جو کوئی ایسا کرے اس کے والدین کی بدقسمتی ہے۔ بلکہ شادی کے بعد زمانہ کے دستور کے مطابق بیٹے کے ظاہری تعلقات میں گو ایک بُعد سا شروع ہو جاتا ہے لیکن والدین اور بہن بھائیوں کے محبت و احترام کا جذبہ اس کے سینے میں ایسا ہی محفوظ رہتا ہے۔ جیسے کہ چولھے کی راکھ میں آگ کی دبی دبائی چنگاری محفوظ رہتی ہے ہوا چاہے لاکھ سلگائے۔ اور ہزار بڑھائے۔ وہ کبھی بجھ نہیں سکتی۔ ہاں اگر بجھ سکتی ہے۔ تو والدین کی ہی طعنوں اور سخت مہریوں کے چھینٹوں سے بجھ سکتی ہے پس یہ افعال نہایت ہی قابل اصلاح ہیں۔ والدین کو بیٹے اور بہوؤں پر بدظنیاں کرنے سے اجتناب کرنا چاہیئے اور اگر ان سے کوئی قصور سرزد بھی ہو جائے تو اس کو بیٹے کی مجبوریوں پر محمول کر کے از خورداں خطا از بزرگاں عطا کے سنہری مقولہ کے ماتحت معاف کر کے خدیات محبت و احترام کو برقرار رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور محض بدظنیوں کی بنا پر آپس کے اعلیٰ تعلقات کو منغص کر کے بیٹے کے نقائص کو تمام زمانہ میں مشہور کرتے پھرنا آپ سوا ہونا۔ بیٹے کو بدنام کرتے رہنا یہی افعال ہیں۔ جو کہ آپس کے تعلقات یگانگت کو قطع کرنے کا باعث ہوتے ہیں۔

اور نام بدنام بہو کا کیا جاتا ہے۔

مصیبت کا اک اک سے احوال کہنا
برا ہے برے اپنے اعمال کہنا

تیسرا اعتراض ـــ یہ کہ بعض بہوئیں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ وہ پسند ہی نہیں کرتیں کہ انکا شوہر اپنے والدین یا بہن بھائیوں کے پاس بیٹھے۔

قابل تدبر ہے یہ بات ـ کہ بیوی آخر خاوند کو نظر بند تو نہیں کر لیتی۔ وہ یہ تو پسند کرتی ہے کہ میرا خاوند باہر جائے اور اندر آئے۔ اپنوں کو ملے۔ بیگانوں کو ملے۔ حاکموں سے ملے محکوموں سے ملے۔ دوستوں کے پاس بیٹھے شناساؤں کے پاس بیٹھے لیکن نہ بیٹھے تو والدین اور بہن بھائیوں کے پاس نتیجہ اظہر من الشمس ہے۔ کہ یہ لوگ ضرور اس کو بیوی کے برخلاف سکھاتے اور پڑھاتے ہونگے اور ناچاقی کے مشورے دیتے ہونگے۔ کیونکہ میاں بیوی کے رشتہ میں جسقدر اتفاق و اتحاد دلی کی ضرورت ہے اور ہر دو کی جس قدر فلاح و بہبود وابستہ ہے۔ اور کسی بھی رشتہ میں اس قدر لازمی نہیں۔ اور ابتدائی تعلقات میں آپس کے اتفاق و اتحاد کو قائم کرنیکے لئے کئی قربانیاں کرنی پڑتی ہیں۔ اور جو طریق کہ آپس کے اتفاق کے منافی ہوں۔ انکو ترک کرنا لازمی ہوتا ہے۔ لہذا بیوی کا یہ بات

KHILAFAT LIBRARY

ناپسند کرنا کہ میرا خاوند گھر کا امن برباد کرنے کی راہوں پر چلے ایک فطرتی تقاضا ہے۔ اور ناپسند کرنا تو کجا بلکہ اسکی روح بھی لرزتی ہوگی۔ یہ تمام باتیں تعلقات خراب کا نتائج ہوتی ہیں۔ اگر آپس میں تعلقات بہترین ہوں۔ تو یہ باتیں رونما ہی نہیں ہوتیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک بیوی اپنے خاوند کو اپنے حقیقی خیر خواہوں کے پاس بیٹھنے سے منع کرے

اخیر میں بہن صاحبہ نے اعلیٰ اخلاق کے پرکھنے کی خودساختہ کسوٹی پیش کی ہے۔ کہ عمدہ اخلاق رکھنے والے انسان اپنے دشمن جانی کو بھی رام کر لیتے ہیں۔

دنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں جسکا کوئی دشمن نہ ہو۔ اور کوئی ایسا انسان بھی نہ ہوگا جسکا کوئی دوست نہ ہو۔ حتیٰ کہ انبیاء جنہیں اعلےٰ اخلاق کے باعث خداوند کریم اصلاح زمانہ کیلئے چن لیتا ہے۔ اگر انکو بھی اسی کسوٹی پر پرکھنے لگیں۔ تو شاید وہ بھی نہ پورے اتریں چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ نبیوں کے اخلاق کا اثر ایک شخص پر تو ایسا پڑتا ہے۔ کہ وہ ڈنکے کی چوٹ پکارتا ہے۔ کہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر!

اور دوسرا شخص زمانہ بھر کے عیب اور بدیاں انکی طرف منسوب کرتا ہے۔ اور وہ باوجود نبی ہونے کے اور اعلیٰ اخلاق رکھنے کے اپنے مخالفین کے دلوں سے اپنی عداوت اور دشمنی نہیں نکال سکتے۔ چنانچہ حضرت نوحؑ بہتوں کی ہدایت کا موجب ہوئے لیکن اپنے بیٹے کے دل سے دشمنی کے جذبات نہ نکال سکے۔ کہ حضرت موسیٰ نے ایک قوم کی اصلاح کی۔ مگر فرعون کو دوست نہ بنا سکے۔ اور خود ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے ایک جہان کو اپنے اعلیٰ اخلاق سے گرویدہ کر لیا۔ لیکن ابوجہل کے دل سے دشمنی اور عداوت نہ نکال سکے پس اس سے ثابت ہوگیا۔ کہ ہر دشمن کو دوست بنا لینا انسان کے اپنے اختیار کی بات نہیں ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ بدظنی کو دلوں میں راہ ہی نہ دی جائے۔ اور حسد اور دشمنی کو پیدا ہی نہ ہونے دیا جائے۔ نہ سسرال والوں کو یہ تمنا رکھنی چاہیئے۔ کہ بہو کا یہ حق ہے کہ ہمیں اپنے اخلاق سے گرویدہ بنالے۔ نہ بہو کو یہ توقع رکھنی چاہیئے کہ سسرال والوں کو میری دلداری کا زیادہ خیال ہونا چاہیئے۔ بلکہ ضرورت دونوں ہی طرف سے ایثار اور قربانیوں کی ہے بے شک بعض مثالیں ان حالات کے مخالف بھی دیکھی جاتی ہیں۔

KHILAFAT LIBRARY

نہ ہر زن زن است نہ ہر مرد مرد
خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

لیکن تمدنی نقائص پر بحث کرنے کیوقت اقلیت کو نظر انداز کر کے اکثریت کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے۔

شادی ہمیشہ اتنی عمر میں کیجائے۔ کہ لڑکا اور لڑکی شادی کی غرض و غایت کو سمجھنے اور اس بوجھ کو جو قدرت نے اس نئے جوڑے پر ڈالا ہے برداشت کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔ شادی کے بعد لڑکے اور لڑکی کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ازدواجی زندگی ان کو ایثار کا سبق سکھاتی ہے۔ چنانچہ اس معاملہ میں بھی پہل لڑکی ہی کیطرف سے ہوتی ہے۔ وہ اپنے عزیز و اقارب کو چھوڑ کر محض خاوند کیلئے ایک غیر گھر میں آکر رہائش اختیار کرتی ہے۔ اس قربانی کے عوض لڑکی۔ اور اس کے والدین

کا یہ جائز خواہش ہوتی ہے۔ کہ ہمارے بیٹے جلد سے جلد اپنے گھروں میں آباد ہو کر اپنے لئے راحت اور ہمارے لئے اطمینان کا باعث ہوں لیکن لڑکے والوں کا اس جائز مطالبہ پر برافروختہ ہونا اور لڑکے کے علیحدہ گھر بنانے کو اپنی تمام خدمات کیلئے ضائع ہو جانے کا باعث جاننا سخت غلطی ہے میرے خیال میں تو یہ دن رات لڑائی جھگڑے سے بدرجہا بہتر ہے۔ کہ جذبات احترام کا جوش سینے میں برقرار رکھتے ہوئے علیحدگی کرلی جاوے۔ اور والدین لڑکے کی شادی ہمیشہ اس وقت کریں۔ جب بلا شرکت غیری اپنے بیٹے کی کمائی سے کچھ عرصہ متمتع ہولیں۔ اور بعد میں اپنا ماہوار مقرر کرلیں۔ علاوہ ازیں ہمیشہ ایکدوسرے کے ساتھ محبت ایثار اور احسان کے ساتھ پیش آئے۔ اور آپس کے تعلقات نہایت خوشگوار بناتے ہیں۔ ان تمام فسادات کی بانی مبانی عورتیں ہی ہوتی ہیں۔

افسوس اس بات کا ہے کہ عورت ہی عورت کے درپئے آزار ہے۔ چاہے وہ ساس کے رنگ میں ہو یا بہو کے۔ چاہے وہ نند کے رنگ میں ہو یا سوکن کے۔ یہ بحث آجکل تہذیب النسواں میں بھی زیر حل ہے۔ جسپر کئی ایک قابل مردوں اور عورتوں کے مضامین شائع ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس عاجزہ نے بھی اپنے خیالات تہذیب النسواں میں شائع کرائے تھے۔ اس مضمون میں جو آخری استدعا غیر احمدی خواتین کی خدمت میں پیش کی تھی۔ وہی اپنی احمدی بہنوں کی خدمت میں بھی پیش کرتی ہوں۔

پس اے میری معزز بہنو! اور قابل احترام ماؤ جنکو آج خدا نے یہ دن دیا ہے کہ میرے بیٹے بیاہ کر چاند سی بہوئیں گھروں میں لئے بیٹھی ہیں۔ ان کی طرف سے اپنے سینوں کو حسد و عداوت کے جذبات سے پاک کرو اور بیٹیوں جیسی خیر خواہی محبت اور ہمدردی کے جذبات سے لبریز کرو۔ اور جن کو خدا نے ابھی یہ دن نہیں دکھایا وہ یہ عہد کرلیں۔ کہ جب خدا اپنے فضل سے یہ دن دکھائے اور وہ ساس کے قابل احترام مرتبے پہ پہنچیں۔ تو اپنی بہوؤں کی آبادی سے ایسی ہی دل شاد ہوں۔ جیسی کہ بیٹی اور داماد کی آبادی سے۔ اس کے ساتھ ہی میں بہوؤں کو بھی صلح اور آشتی کے طریق پر چلنے کی تلقین کرتی ہوں۔ کہ وہ بھی ساس کی ویسی ہی عزت و عظمت کریں جیسی کہ ماں کی کرتی ہیں۔ پھر دیکھیں کہ یہ جھگڑے کس طرح چار دن میں فرو ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ جھگڑے نہ مردوں کے طے کرنے کے ہیں۔ نہ لیڈروں کے چکانے کے۔ نہ اس دن کے انتظار کی ضرورت ہے۔ جبکہ ہر ساس اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو جاوے گی۔ ہاں اگر ضرورت ہے تو عورت کے دل میں عورت کیلئے سچے جذبات محبت پیدا ہونے کی۔

اگر تمام عورتیں اس اصول پر عمل درآمد شروع کردیں تو یہی نہیں کہ صرف یہ جھگڑا ہی ختم ہو جاوے۔ بلکہ صنف نازک کی قدر و قیمت بھی دنیا میں بہت زیادہ بڑھ جاوے

خاکسار۔ افضل بیگم۔ مسز محمد عمر
از جوہی سندھ

KHILAFAT LIBRARY

جن مصباحی بہنوں نے مصباح کا چندہ تا حال ادا نہیں کیا مہربانی فرما کر بذریعہ منی آرڈر ادا کریں۔

(مینیجر)

لمعاتِ نور

کار و بارِ صادقاں ہرگز نماند ناتمام
صادقاں را دستِ حق باشد نہاں در آستیں

صادقوں کے کام تو رہتے نہیں ہیں ناتمام
صادقوں کے واسطے ہے دستِ حق نعم المعیں

میں اپنی مصباحی بہنوں کی آگاہی اور خداوند کریم کی رضا جوئی کیلئے اعلیٰحضرت مولانا مولوی زبدۃ الحکما حاجی الحرمین شریفین جناب حافظ نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کی وہ سنہری نصائح جو ایمانداری اور دینداری کے متعلق ہیں تحریر کرتی ہوں۔ تاکہ ہم بہنیں ان کو ہر وقت یاد رکھتے ہوئے ان پر عمل پیرا ہو سکیں

KHILAFAT LIBRARY

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور یقین کرنا کہ وہ ایک ہے۔ تمام عیبوں سے پاک۔ تمام صفات کاملہ سے موصوف ہے سب کا مالک۔ رب۔ رحیم۔ وحدہٗ لاشریک لہ ہے اس کے ملائکہ پر ایمان لانا کہ جب دل میں نیکی کی تحریک کریں تو اس پر عمل کریں۔ اس کی کتابوں پر ایمان لانا۔ اس کے انبیا پر اور اس بات پر کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ ایمان لانا اور آپ تمام کمالات نبوت کے جامع تھے۔ بعث بعد الموت پر ایمان لانا۔ تقدیر پر ایمان لانا۔ کہ ہر ایک چیز کیلئے ایک اندازہ ہے۔ اور اس کی مقدار ہے۔ پس جیسا کوئی کرے گا۔ ویسا پھل پائیگا اور اللہ تعالیٰ کو تمام اشیاء و واقعات کا علم ہے۔ جزا و سزا پر ایمان لانا۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا زبان سے اقرار کرنا۔ نماز پڑھنا۔ زکوٰۃ دینا۔ روزہ رکھنا۔ توفیق ہو تو حج کرنا۔ اللہ کی راہ میں قلم اور زبان سے جہاد کرنا۔ دشمن اگر دین سے روکے تو بشرط طاقت اور سلطنت کے اس کا مقابلہ کرنا اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسی کرنا کہ اسے تم دیکھتے ہو۔ یا وہ تمہیں دیکھتا ہے۔ اخلاق فاضلہ کا پابند ہونا۔ برائیوں سے بچنا۔ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھنا۔ احسانات الٰہی کا شکر ادا کرنا۔ تواضع اور فروتنی اختیار کرنا۔ بڑوں کا ادب کرنا۔ اور چھوٹوں پر رحم کرنا۔ شیخی اور گھمنڈ کا ترک کرنا۔ حسد اور کینہ اور بخل غضب کا ترک کرنا۔ قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔ اور اس کا سمجھنا۔ لغو اور فضول باتوں سے دور رہنا۔ ہر وقت پاک و صاف رہنا۔ ستر کو چھپانا۔ موقع پر سخاوت کرنا۔ اور کھانا کھلانا۔ عزیزوں اور قریبیوں کا حق ادا کرنا۔ خلق میں اصلاح کرتے رہنا۔ اچھے کاموں میں امداد اور کوشش کرتے رہنا۔ اور کسی حاجتمند کی بقدر امکان خبر گیری اور امداد کرنا۔ پڑوسی کے ساتھ احسان کرنا۔ معاملہ صاف رکھنا۔ اپنا حق لینے میں سختی نہ کرنا۔ دوسروں کا حق دینے میں حیلہ اور سستی نہ کرنا۔ مال کا باموقع صرف کرنا۔ مال کو فضول خرچ نہ کرنا سلام کا جواب دینا۔ مریض کی عیادت کرنا۔ جب کسی مسلمان کو چھینک آوے اور وہ الحمدللہ کہے تو جواب میں یرحمک اللہ کہنا۔ تکلیف والی چیز کو راستے سے ہٹا دینا۔

راقمہ۔ امۃ اللہ بیگم آف قادیان
اہلیہ بابو فتح محمد صاحب احمدی کلرک جنرل پوسٹ آفس کراچی

KHILAFAT LIBRARY

استغفار

استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ

لفظ استغفار غفر سے نکلا ہے۔ جس کے معنی ڈھانکنے کے ہیں یعنی جس وقت انسان استغفار کرتا ہے تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اے بار خدا جو کمزوریاں اور گناہ مجھ سے صادر ہو چکے ہیں۔ وہ تو میرے دبائے رکھ اور بشریت کی جڑ میں ننگی نہ ہونے دے۔ بلکہ الوہیت کی چادر میں لیکر اپنی قدوسیت میں سے حصہ دے۔ یا اگر کوئی جڑ گناہ کے ظہور سے ننگی ہو گئی ہو تو پھر اس کو ڈھانک دے۔ اور اسکی برہنگی کے بد اثر سے بچائیے۔ یہ کلمہ انسان کے لئے ایک کیمیائی نسخہ ہے۔ کیونکہ یہ قعر ذلت میں پھنسے ہوئے لوگوں کو پستی کی حالت سے نکالکر ایسا بنا دیتا ہے۔ کہ وہ شخص جو اسے استعمال کرتا ہے خدا کا مقرب بن جاتا ہے۔ کیونکہ ہمیشہ انسان تب ہی خدا سے دور ہوتا ہے۔ جبکہ وہ اُس کے احکام کی پروا نہیں کرتا یا اگر کرتا ہے۔ تو کما حقہ نہیں۔ اور یہی ایک ایسی بیماری ہے جو انسان کو ہلاکت کی طرف لیجاتی ہے۔ اور یہی ایک بیماری ہے۔ جو انسان اپنی بے اعتدالیوں اور بے پرواہیوں کی وجہ سے اپنے اندر پیدا کر لیتا ہے۔ سو اس کا علاج لابد اور ضروری ہے۔ اور اسی کی طرف قرآن مجید نے انسان کو بار بار متوجہ کیا ہے۔ دنیاوی ہسپتالوں میں روزمرہ کے مشاہدہ میں آتا ہے کہ ہر ایک مرض کیلئے علیحدہ دوائی موجود ہے۔ اور کوئی دوائی چاہے وہ کیسی ہی اکسیر کیوں نہ ہو ہرگز ہر قسم کی بیماریوں کو فائدہ نہیں دے سکتی۔ اور نہ ہی کوئی ڈاکٹر چاہے وہ اپنے کام میں کیسا ہی تجربہ کار اور کار آزمودہ ہو۔ ہر ایک مریض کو ایک ہی دوائی دے سکتا ہے۔ لیکن روحانی ہسپتال یعنی شریعت اسلام میں خدا نے منجملہ الگ الگ دوائیوں کے ایک دوائی ایسی بھی رکھی ہے جو تمام قسم کی مرضوں کو شفا دے سکتی ہے یعنی مدقوق بھی اس سے صحتیاب ہو سکتا ہے اور مجذوم بھی اور دیگر چھوٹی چھوٹی بیماریوں کے بیمار بھی یعنی ایسی بیماریاں بھی اس سے جاتی رہتی ہیں۔ جو بظاہر تو چھوٹی معلوم ہوں۔ مگر اپنے نتیجہ کے لحاظ سے بڑی ہوں اور اسی دوائی کا نام استغفار رکھا گیا ہے۔ قرآن کریم کی آیات حضرت نبی کریم کا روزمرہ کا تعامل۔ اور پھر حضرت مسیح موعود کی تحریرات ہیں اسکی اہمیت پر مطلع کرتی ہیں۔ اور پھر دینی و دنیاوی دونوں فوائد اس سے ہمکو حاصل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میں غافر الذنب وقابل التوب غفور الرحیم ہستی ہوں پس اے میرے بندے تو اپنے گناہوں اور کمزوریوں کیوجہ سے میرے در وانے پر سے ناامید نہ ہو۔ بلکہ تو جان رکھ کہ میں نے اپنے نفس پر رحمت لکھ کر رکھی ہوئی ہے اور پھر ساتھ ہی اس کے آدم و حوا کا قصور معاف فرما کر اور انکی اولاد پر ہدایت اتار کر یقین دلایا کہ گناہ سے تائب ہونے والا یعنی استغفار کرنے والا پھر بھی میرے مقربوں میں داخل ہو سکتا ہے۔ اور یہی وہ فلاح اور کامیابی ہے۔ جس کے لئے انسان دنیا میں آیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ حضرت نوح نے اپنے رب سے اپنی قوم کی فریاد کرتے ہوئے عرض کی کہا۔ کہ اے میرے خدا میں نے اپنی قوم کو ہر

طرح سمجھایا ۔ اور یہ بھی کہا ۔ کہ اب بھی اپنے گذشتہ گناہوں کو بذریعہ استغفار معاف کراؤ ۔ اللہ تعالیٰ علاوہ اس کے کہ وہ تمہارے گذشتہ گناہوں کو بخشدیگا ۔ اور تمہیں اپنے مقربین میں داخل فرمائیگا ۔ تمہیں دنیاوی نعمتوں سے متمتع کرے گا یعنی مال اور اولاد دے گا ۔ نیز تمہاری فصلوں کیلئے تم پر مینہہ برسائیگا ۔ اور تمہیں ان چیزوں میں برکت بھی دے گا ۔ اب رسول کریمؐ کے حین حیات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور خود بھی دن میں سو بار استغفار کیا کرتے تھے ۔ اور دوسروں کو بھی اس کا حکم کیا کرتے تھے ۔ حدیث شریف میں آیا ہے ۔ کہ حضورؐ کے پاس ایک آدمی آیا جس نے عرض کی کہ حضور میرے ہاں اولاد نہیں ہے ۔ آپؐ نے فرمایا کہ استغفار کیا کرو ۔ دوسرے نے الگ مرض اور تیسرے نے الگ پیش کی حضور نے تینوں کو ایک ہی نسخہ بتایا ۔ ایک صحابی نے جو اس وقت پاس بیٹھے ہوئے تھے ۔ عرض کیا ۔ کہ حضورؐ کے پاس مختلف مرضوں کے مریض آئے ۔ مگر آپؐ نے سب کو ایک ہی دوا بتلائی حضورؐ نے فرمایا استغفار ہر ایک مرض کی دوا ہے ۔ ناظرات مصباح اس حدیث سے میرے پچھلے بیان کی تصدیق ہوتی ہے ۔ جو میں نے بعینہ اسی طرح مثال دیکر لکھا ہے ۔ پھر حضرت مسیح موعود سراج دین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "استغفار جس کے ساتھ ایمان کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں قرآن شریف میں دو معنوں پر آیا ہے ۔ ایک تو یہ کہ خدا کی محبت میں محکم کرکے گناہوں کے ظہور کو جو علیحدگی کی حالت میں جوش مارتے ہیں ۔ خدا تعالیٰ کے تعلق کے ساتھ روکنا اور خدا میں پیوست ہو کر اس سے مدد چاہنا یہ استغفار تو مقربوں کا ہے ۔ جو ایک طرفۃ العین خدا سے علیحدہ ہونا ۔ اپنی تباہی کا موجب جانتے ہیں ۔ اسلئے استغفار کرتے ہیں تا خدا اپنی محبت میں تھامے رکھے ۔ اور دوسری قسم استغفار کی یہ ہے ۔ کہ گناہ سے نکلکر خدا کی طرف بھاگنا اور کوشش کرنا جیسے درخت زمین میں لگ جاتا ہے ایسا ہی دل خدا کی محبت کا اسیر ہو جائے گا ۔ پاک نشو و نما پاکر گناہ کی خشکی اور زوال سے بچ جائیگا ۔ استغفار سے عذاب ٹل جاتا ہے ۔ دعا قبول ہوتی ہے ۔ ذلت اور محتاجی سے انسان بچ جاتا ہے ۔ یہ علم کو بڑھاتا ہے مرض اور بدنظری کو مٹاتا ہے نیکی میں ترقی دیتا ہے غرضیکہ یہ ایک لہر جس سے تمام ترقیات حاصل ہوتی ہیں ۔

راقمہ دختر حافظ عبدالعلی صاحب ۔ وکیل سرگودھا

فضول خرچی

KHILAFAT LIBRARY

آجکل ہمارے مسلمانوں میں فضول خرچی کا مرض اسقدر بڑھ رہا ہے ۔ جو کہ تمام مسلمانوں کو تباہ و برباد کر رہا ہے ۔ جاہل تو جاہل ۔ اعلےٰ تعلیم یافتہ لوگوں میں بھی یہ مرض روز بروز ترقی کر رہا ہے جنہیں دیکھ کر سخت افسوس آتا ہے ۔ اسلام نے روپیہ خرچ کرنے کی جو تعلیم دی ہے ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ خرچ میں خواہ تمہاری ذاتی ضروریات کا ہو ۔ خواہ دینی کاموں کا ۔ لیکن زیادتی نہ کرو ۔ مگر مسلمان ہر قسم کے خرچوں میں فضول خرچی کرتے ہیں ۔ جو افلاس میں گرفتار کرکے تمام خرابیاں پیدا

کرتا ہے۔ مسلمانوں نے سخاوت۔ فیاضی کے معنی کچھ ایسے سمجھ لئے ہیں جس سے عام خیال اُن کے دلوں میں یہ پیدا ہوگیا ہے۔ کہ جس قدر زیادہ خرچ کیا جاوے۔ اُسیقدر بہتر ہے۔ مثلاً کسی کے گھر شادی ہو۔ یا کوئی اور کُنبہ میں اتفاقیہ خرچ آپڑے۔ تو حیثیت سے بڑھ کر ڈینگیں مارتے ہیں۔ بلکہ غیر قوموں سے قرض لیکر بھی خرچ کرتے ہیں اور نام نمود اور باعث عزت سمجھتے ہیں۔ ان غلط فہمیوں کیوجہ سے مسلمان نہ دین میں ترقی پاسکتے ہیں۔ نہ دنیا میں، بلکہ ہر وقت غیر قوموں کے محتاج رہتے ہیں۔

انسان کو چاہیئے کہ اپنی آمدنی کا کچھ حصہ اتفاقیہ ضروریات کیلئے پس انداز کرے۔ اور ضرورت کے وقت کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے۔ جو لوگ خدا کی دی ہوئی نعمت دولت کی قدر کرتے ہیں۔ اور کفایت شعاری سے خرچ کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو بہت دیتا ہے اور وہ دینی دنیاوی سب کاموں میں ترقی پاسکتے ہیں۔ جو ناقدری کرکے زیادہ خرچ کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں تھوڑا دیتا ہے۔ اور وہ کوئی ترقی نہیں پاسکتے۔

انسان کو کفایت شعار بننا اس کی ماں بچپن سے ہی سکھا دیتی ہے۔ کہ بستر پر پیشاب کرنے کی جگہ نہیں۔ اور وہ ضرورت کیوقت روتا ہے۔ تاکہ اسکو بستر پر سے اُٹھا کر پیشاب پاخانہ کرایا جاوے۔ اور اسی طرح مائیں اپنے بچوں کو چھوٹی عمر میں پاخانہ پھر کر آب دست کرانا۔ صبح اُٹھ کر منہ ہاتھ دھلانا۔ سب کو سلام کرنا۔ ہر ایک سے ادب سے بولنا۔ سب کی عزت کرنا سکھا دیتی ہیں۔ اور جو مائیں ان باتوں کی پرواہ نہیں کرتیں۔ اُن کے بچے بڑے ہوکر بھی ان باتوں کے عادی نہیں ہوتے۔ اسی طرح عقلمند مائیں بچوں کو پیسہ کی قدر قیمت سکھا دیتی ہیں۔ اور گھر کی کوئی چیز ضائع کرنے اور توڑنے پھوڑنے سے روکتی ہیں۔ اور بار بار پیسے خرچ کرنے کو نہیں دیتیں ان کے بچے ہر چیز کو احتیاط سے استعمال کرتے ہیں اور کفایت شعار بنتے ہیں۔ اور بڑے ہوکر پریشان حال اور مفلس نہیں ہوتے۔ اور جو مائیں ان باتوں کا خیال نہیں کرتیں۔ اور کسی قسم کے نقصان سے نہیں روکتیں اور بار بار پیسے خرچ سے بھی نہیں روکتیں۔ ان کے بچے فضول خرچی کے عادی ہوجاتے ہیں۔ اور بڑے ہوکر مفلس اور پریشان حال ہوتے ہیں۔

پس بہنوں کی خدمت میں التماس ہے کہ اپنے بچوں کو فضول خرچی سے روکیں۔ اور حتی الوسع کفایت شعاری کا سبق سکھائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے لختِ جگر جنہیں تم دیکھ کر اپنا کلیجہ ٹھنڈا اور آنکھیں شاد کرتی ہو۔ بڑے ہوکر افلاس کی بلا میں مبتلا ہوجائیں اور ضرورت کے وقت غیروں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔

عاجزہ۔ زینت احمدی از شاہ مسکین احمدیہ ضلع شیخوپورہ

KHILAFAT LIBRARY

مصباحی بہنیں۔ خط و کتابت کرتے وقت اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھیں۔ اور چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف

(مینیجر)

عورتوں کا ورثہ

عموماً ہمارے ملک میں لڑکوں کو لڑکیوں پر ترجیح دیجاتی ہے۔ اور اس روشنی کے زمانے میں بھی لڑکیوں کے حقوق کا کم خیال کیا جاتا ہے بعض عورتوں کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ بجائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کا شکر کریں۔ افسوس کا اظہار کرنے لگتی ہیں۔ یہ درست نہیں اور خدا تعالیٰ کی ناشکری ہے منجملہ اور حقوق کی کم توجہی کے وراثت کے حقدار صرف لڑکے قرار دئے جاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے۔

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۔ سورۃ النساء

ترجمہ۔ واسطے مردوں کے حصہ ہے۔ اس چیز سے کہ چھوڑ گئے ہیں ماں باپ اور قرابتی اور واسطے عورتوں کے حصہ ہے۔ اس چیز سے کہ چھوڑ گئے ہیں ماں باپ اور قرابتی تھوڑا ہو۔ اس میں سے یا بہت ہو حصہ ہے مقرر کیا ہوا والدین کا ورثہ ایک ایسی چیز ہے۔ جو کہ اولاد میں سے نہ لڑکوں کی کمائی ہوئی ہوتی ہے۔ نہ لڑکیوں کی جمع کی ہوئی ہوتی ہے۔ اس لئے جب لڑکے حق دار جدی جائیداد کے ہو سکتے ہیں۔ تو لڑکیاں کیوں شرعی حقوق کا مطالبہ نہ کریں۔ اگر یہ خیال کیا جائے کہ لڑکیاں بیاہنے کے بعد ایک علیحدہ زندگی لبسر کرنے لگتی ہیں اور ان کا تعلق والدین سے کم ہو جاتا ہے تو یہ بات لڑکوں پر بھی عاید ہو سکتی ہے۔ جب وہ علیحدگی اختیار کر لیتے ہیں بعض دفعہ والدین کو بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ چونکہ ہمارے ملک میں لڑکوں ہی کو تعلیم دینا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اسلئے مستورات کو عام طور پر اپنے حقوق کا بھی علم نہیں ہوتا۔ پس جس طرح قانوناً ایک لڑکا اپنے والدین یا قریبی رشتے داروں کا ورثہ حاصل کر سکتا ہے اسی طرح سے گورنمنٹ کیطرف سے کوئی ایسا قانون جاری کیا جانا ضروری ہے۔ جس کی رو سے لڑکیاں بھی جائز حقدار سمجھی جا سکیں۔

ان سطور کے لکھنے سے میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ عورتیں مردوں پر فوقیت رکھتی ہیں۔ مدعا یہ ہے۔ کہ عورتوں اور مردوں کو مساوات سے کام لینا چاہئے بالآخر سب احمدی بہنوں سے درخواست ہے کہ وہ بھی اس مضمون کے متعلق قلم اٹھائیں۔ اور میری ناقص رائے پر مزید روشنی ڈالنے کی کوشش کریں۔

راقمہ۔ صغریٰ بیگم۔ بنگلہ مڑھ

اسلام ایک ہندو کی نظر میں

مجھے افشائے حقیقت سے رہی عار مگر
لبِ گنگا پہ ہول زمزم کا پیاسا ٹھیرا
معجزہ دیکھئے اسلام کا اللہ غنی
مجھ سا گمراہ بھی اسلام کا شیدا ٹھیرا
عشق احمدؐ کے بدوں عشق خدا لاحاصل
درِ مرسل سے جو بھٹکا تو وہ رسوا ٹھیرا
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا
"مو تو انتم" بھی کوئی سہل سا ٹلکا ٹھیرا

بزرگان سلف کی ذمہ داری

KHILAFAT LIBRARY

اس وقت جبکہ اسلام کا تنزل عالمگیر صورت اختیار کئے ہوئے ہے۔ یہ سوال خاص اہمیت رکھتا ہے کہ اس تنزل کی کیا وجوہ ہیں۔ اور کیا بزرگان سلف کو بھی ان سے کچھ تعلق ہے۔ اور اگر ہے تو کس حد تک تنزل کے وجوہ اظہر من الشمس ہیں۔ اس وقت کوئی ذی ہوش ایسا نہیں جو ان سے لاعلم ہو۔ آجکل کی دنیا نے بزرگان سلف کو بھی اس الزام میں بری نہیں رکھا۔ وہ اپنی کمزوریوں کا بڑا سبب انہیں ہی قرار دیتی ہے لیکن اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو یہ الزام جسقدر لغو ہے۔ اسی قدر بے بنیاد بھی ہے۔ اگر انکی کمزوری سے یہ تنزل واقع ہوا۔ تو اب جبکہ اچھی طرح اسکا اندازہ کر لیا گیا ہے۔ کیوں نہیں اس کا سدباب کیا جاتا لیکن وہ تقدیر کہاں جائے۔ جس کی آڑ میں بیٹھ کر خدا کو بھی بدنام کیا جاتا ہے۔ بجائے بزرگان سلف تو نیک آدم تھے۔ خدا کے پیدا کئے ہوئے تھے۔ وہ کسطرح زبان خلق سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو ان خوبیوں کے لوگ اس وقت ایسے کمیاب ہیں جیسے کوئلوں کی کان میں ہیرے۔ وہ مذہب پرست تھے اپنے آپ کو مذہب سے اور مذہب کو اپنے سے وابستہ سمجھتے تھے۔ ایمان کی صداقت اُن کے پاکیزہ دلوں میں جہاں روحانیت کی شمع منور کر کے باطنی تہذیب کو درست کرتی تھی وہاں انصاف اور مساوات سے کبھی غافل نہ ہونے دیتی تھی۔ ان کا سر عبادت کے تاج سے ہمیشہ زیب‌ندہ رہتا

اور خدا کے حضور میں عاجزی کرتا تھا۔ ان کے ہاتھ بنی نوع انسان کی دستگیری کیلئے ہر وقت تیار رہتے اور بجائے شمشیر آبدار کے اس کو اپنی اعلےٰ درجہ کی زیبائش سمجھتے تھے اُن کے پاؤں جب اُٹھتے تھے۔ ہمیشہ راستی کی منزل طے کرتے تھے۔ اُن کا ظاہر و باطن یکساں تھا۔ جو زبان ادا کرتی تھی دل اُسکی گواہی دیتا تھا۔ کیا اس وقت کے مسلمان یہ دعوےٰ کر سکتے ہیں کہ ہم میں وہ خوبیاں موجود ہیں۔ مذہب کھو کر خود غرضی کو اوڑھنا بچھونا بنا لیا ہے۔ قومی فوائد کو فراموش کر کے ذاتی اغراض کو مبداء آرزو ٹھیرا لیا ہے۔

قومی سطح پر خوفناک بادل گرج رہے ہیں۔ غفلت شعار قوم غلط راستہ پر منہ اُٹھائے ہوئے چلی جا رہی ہے جو باخبر ہستیاں سیدھے راستے سے آگاہ ہیں وہ بوجہ خود غرضی اُنکی رہی سہی امیدوں پر بھی اُلٹی چھری پھیرنے کو تیار ہیں۔ ہر ایک کے افعال و اعمال کا اگر مشاہدہ کیا جائے۔ تو عجیب و غریب کیفیت نظر آئے کیا بزرگان سلف یہ صفتیں ہمیں ورثہ میں عنایت کر گئے ہیں۔ اگر یہ بھی مان لیا جائے تو اس کا کیا سبب کہ انکی مسلمہ خوبیوں میں سے تو کچھ بھی میراث میں قبول نہ کیا گیا۔ اور برائیاں سب کی سب لیلی گئیں۔ نہایت افسوس ہے کہ نالائق اخلاف کی برائیوں کو فرشتہ خصلت اسلاف سے منسوب کیا جائے۔ ہر ایک شخص کی ذمہ داری اس کے ساتھ ہے چنانچہ اسلاف تو اپنی ذمہ داریوں سے بوجہ احسن سبکدوش ہوئے۔ اب اخلاف کا فرض تھا کہ وہ بھی اس کا خیال رکھتے۔ اور سبکدوشی حاصل کرتے۔ اگر انہوں نے اپنی غفلت یا ہٹ دھرمی سے ایسا نہیں کیا

تحریک دار الخواتین

انجمن دار الخواتین پنجاب کی طرف سے جو بیگم شفیع

صاحبہ و بیگم عبد القادر صاحبہ کی سرپرستی میں عرصہ ڈھائی سال سے مسلمان بہنوں کی ذہنی و اقتصادی ترقی میں سرگرم عمل ہے۔ مدرسہ دار الخواتین لاہور میں مکمل زنانہ دستکاری کے کورس کے ساتھ علوم مشرقیہ کی درسی جماعتیں کھول دینے کا انتظام کیا گیا ہے اور اب جہاں خواتین کو دو سال میں دستکاری کی سند گورنمنٹ پنجاب کے محکمہ مصنوعات سے دلوائی جائیگی۔ وہاں اُردو پروفیشنسی آنرز ان اُردو و منشی۔ منشی عالم۔ منشی فاضل و مولوی فاضل وغیرہ مشرقی علوم کی سندیں بھی پنجاب یونیورسٹی سے دلوائی جائیں گی۔ کورس دو سال کا ہے۔ داخلہ شروع ہے۔ پردہ دار بورڈنگ ہوس کا بھی انتظام کیا جا رہا ہے۔ مزید معلومات اور اخراجات وغیرہ دریافت کرنیکے لئے خاکسار سے خط و کتابت کی جاوے ؞

میر عزیز الرحمن۔ دار الخواتین بیڈن روڈ لاہور

ایک روپیہ انعام
چھ ماہ کے لئے مصباح مفت

یہ ایک رومال ہے جس میں چار بلبلیں ہیں اور چار پھول۔ اس رومال کو

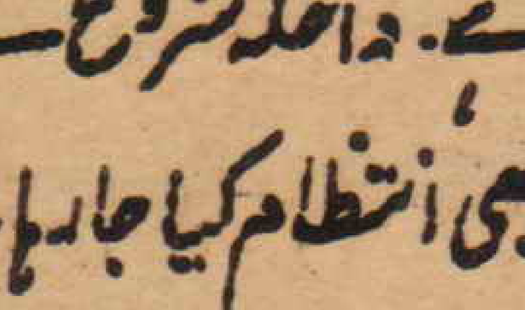

چار ایسے برابر حصوں میں تقسیم کرو کہ ہر ایک حصے میں ایک بلبل اور ایک پھول ہو۔ ہر جواب کے ساتھ ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے۔ فیصلہ بذریعہ قرعہ اندازی ہوگا ؞ (ع ج)

کپڑوں پر بیل بوٹے نکالنے کی مشین

ہر ایک گھر میں ضرور موجود ہونی چاہیئے۔ یہ مشین کپڑوں پر نہایت عمدہ بیل بوٹے۔ گدیاں۔ آسن۔ سلیپر۔ میز پوش۔ غلاف۔ جانوروں کی تصویریں اور دیگر بے شمار چیزیں بناتی ہے۔ ہزاروں ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو چکی ہیں۔ کل کام دفتر میں مفت سکھایا جا سکتا ہے۔ قیمت درجہ اوّل للعہ - دوم عہ - سوم عہ - نقلی محصول معاف مکمل فہرست مفت طلب کریں۔

امپیریل ہول سیل مارٹ (M. B) پوسٹ بکس ۱۶۷ لاہور

حل طلب معمہ

KHILAFAT LIBRARY

مندرجہ بالا نقشہ میں ۴۹ خانے ہیں ان خانوں میں ایک سے لیکر ۴۹ تک۔ ہندسے اس طریقہ سے درج کرو کہ ہر ایک لائن اور کراس لائن کے ہندسوں کی حاصل جمع برابر ہووے ؞

خاکسارہ کلثوم اختر بنت شیخ عبد الغنی صاحب آف وڈالہ بانگر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶

اخبار مصباح قادیان - ضلع گورداسپور پنجاب

میز پوش کا کونہ اور پھول

KHILAFAT LIBRARY

عائشہ خاتون دختر ڈاکٹر عبیداللہ صاحب احمدی آف لاہور

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھپوا کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا۔